



بہارِ مین و مکارِ فضلِ خلاقِ مین و نسا

الحمد للہ کہ درین ایام نغمہ و لہریہ و دلکش بہارستان سخن نغمہ سرشیرین  
چمنستان سخن مصنف جناب مرزا قزاق علی صاحب عرف من صاحب سخن ہو سون



حسبے مایش جناب ابو جعفر علی صاحب ن پیا صاحب جناب پیر تقی حسین صاحب  
عرف پیا صاحب تاج کتب لکھنؤ حسن تمام تمام سید محمد علی لک

مطبع فضیل احمدی لکھنؤ مین مکار چھپکا  
کریم بخش



# بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱۹

۱۳۳۵۵

یہ کٹا جان لیکر اب ہمارے دل سے نکلے گا  
یہ ایسا غم نہیں ہے جو تمہاری دل سے نکلے گا  
زیادہ حسن و خوبی میں مہ کامل سے نکلے گا  
یہی ارمان دم آخر دل بسمل سے نکلے گا  
جو نالہ پڑا تر ہو سکے میرے دل سے نکلے گا  
جگر بڑے بڑے روکے گا جو نالہ دل سے نکلے گا  
وہ کھلا جائے گے فوراً جو نالہ دل سے نکلے گا  
سوال وصل اب کیونکر لب سائل سے  
کہ نکلے گا جو مطلب خنجر قاتل سے  
کوئی بیتاب ہو کر پردہ محمل سے  
بکھی تو روئے لیلیٰ پردہ محمل سے

خیال اس چشم خشم الود مشکل سے نکلے گا  
نقدور مرگ عاشق کا بڑی مشکل سے نکلے گا  
اگر صورت ملاؤ چاند سے اس حور پیکر کی  
تظارہ رخ کا کرنے دو ذرا تم روک لو خنجر  
مثال ابر حچا جائے گا تیرے کوچہ میں ظالم  
خیال ناز کی آنکھ ہے میری ہر رگ و پے میں  
حسینان جہان غفون سے بھی نازک زیادہ ہیں  
بر سے نفور ہیں آنکھ کے اسے بڑے ہی زیادہ  
ہاں زخم سے اپنے صدائے آتی ہے یہ یہ ہم  
کوئی بچہ نہیں ہو کر متصل ناقہ کے تڑپے گا  
غبار قیس بچتا ہے اسی کی فکر میں مردم

ممنوع کیا بک رہے ہو عشق میں سبغہ ذرا سوچو

کوئی بدنام ہو گا راز اگر یہ دل سے نکلے گا

آہ میں شور قیامت کا قس  
قتل وہ کر کے کہے گی ابھی جینے  
خود کہیں دل کہیں ساغر کہیں مینا ہو  
لب سستون یہ لب سینہ یہ سینا ہو

سخت و شوار تر سے چہر میں جینا ہو گا  
تیرا یہ دکا یہ تھاں ہنستا ہو گا  
ہرگز نہ آگے نہ پھیلتا ہو گا  
بھار کے شب ہمارا یہ قہر تھاں ہو گا

مگر یہ چشم سے اٹھے گا جو طوفان فراق مسکرائے جو ابھی کھول کے منہ میں غنچے ہجر میں موت جو مانگی تو صدا چرخ نے دی نوح کا کہتے ہیں طوفان جیسے اہل جان	غرق اس میں دل مضطر کا سفینا ہوگا دل کسی بلبل و لکیر کا چھینا ہوگا درج و غم اور اٹھٹھا و ابھی جیتا ہوگا وہ تپ فرقت عاشق کا پسینا ہوگا
--	---

لب کو تر وہ عیان ہوگا قیامت میں من گر یہ چشم سے جو غرق سفینا ہوگا	
--	--

لکھا ہے وصف آج جو اس خوش شخص کا ساتی ہے کچھ بارغ ہے اور اب بھی ہر شیخ لیگانہ میرے بعد کوئی نام عشق کا منظور آنکو وصل نہیں میں سمجھ گیا	سارا جان مقرر ہے ہمارے کمال کا بے عذر پی لے وقت نہیں قیل قال کا شہر امرے سبب سے ہو حسن جمال کا دیتے نہیں جواب جو میرے سوال کا
---	--

دہ بام پر جو اُسے ہیں اس وقت اری من منہ زرد ہو رہا ہے اسی سے ہلال کا	
---	--

یہ لاغری سے حال ہوا عجیب تباہ کا تیش نگاہ ناز جو مقتل میں جھک پڑی حیران ہو کے وہ نگران چار سو چہرے دل لیکے تھے جیسے وٹا کی ہر کیا صیا و بلبون کو رہا کر بہا رہیں میں ہوں علی کے در کا گدا جھکنا پڑے	ہوا اشتباہ جسم پاک برگ کاہ کا اک شور بیلون میں اٹھا آہ آہ کا اٹھا جو شور دل سے مرے آہ آہ کا یہ عشق کی سزا ہے یہ بدلا ہے چاہ کا لے سر یہ نظر نہ کسی بے گناہ کا کلم اس فقیر سے کہیں رہتے ہیں شاہ کا
--	--

تربت میں بھی محل ہیں نیکرین اسے من سمجھتے ہیں مقام یہ ہوگا پسینا کا	
--	--

دست و حشمت اس طرف تار گریبان لچلا پھر ہوا سوداؤ الفت دل میں مگر مہرام بیتو دی سی جھانگی بیہوش ہو کر گر پڑی طوق الفت پڑ گیا گردن آہی بہار	اوس طرف جوش جنون سو بیابان لچلا پھر ہمیں سمجھا کہ یہ دل سو جانان لچلا دل کے ہر ہوش بھی وہ آفت جان لچلا جوش و حشمت کسی مشکین شو زندان لچلا
---	--

<p>جان جائے گو مگر ضبط فغان کر تا مصلحت آن جوہ بیان شکن یہ عہد و پیمان لہجہ</p>	
<p>کچھ تو کہہ سکتے ہیں کیوں ہے گھبرا یا یہ وہ بھی تھے جیسے ہوئے اور میں بھی شرم کیا نگاہ ناز کا یہ بھی ہے تر یا یا یہ صحن گلشن میں ملا تھا کون گھبرا یا یہ زور بازو پر بہت قاتل تھا اترا یا یہ دیر سے قاصد در دولت پہ ہے آیا کسلے ہو خود بخود اس وقت گھبرا یا یہ</p>	<p>تو ہے کسا اے دل بیتاب تر یا یا ہوا کس فرے کی دل لگی تھی بعد وصل کی ہنسن دیکھ کر وہ قص بسمل پوچھتے ہیں ناں سے میں نے مانا تم نہ تھے پر یہ تو کیے رات کو آج میری سخت جانی سے نہ کچھ بس چل سکا حال زار عاشقان سن لو ذرا ای جان جان کیا خیال جو جنت آگیا ہے شیخ کو</p>
<p>آنکے دست نازنین میں مل مرا گو یا مصلحت شاخ گل میں ایک یہ غنچہ ہے مرجھا یا ہوا</p>	
<p>ہو گیا اک ماہوش کا بتلا جاتا رہا وضع کا پابند تھا آتا رہا جاتا رہا زنگ چرے کا قطع آتا رہا جاتا رہا سب شکایت مٹ گئی سارا گلا جاتا رہا اک دل غربت زدہ تھا با وفا جاتا رہا پست ہمت ہو گئی سب جو صلا جاتا رہا کس طرح یہ گم ہو گیا نکر بہلا جاتا رہا</p>	<p>پوچھتے کیا ہو کہ کیونکر دل مرا جاتا رہا ہمت گیا دل جب سے غرو نے ہوئی ملتفت درد ہاں دلی دے کو گواہی بھر میں یار نے پہلو میں اپنے دی جو فضل میں گلہ بیکسوئی ترے لیتا ہی نہیں کوئی خبر کج ادائی سے کسی کی مٹ گئی دلی انگ دل چرا کر جو بے پن سے پھینا اس کا پا</p>
<p>کو سے جانان جیب سے چھوٹا آہ ہے اسے مصلحت وہ مذاق باہمی وہ سلسلا جاتا رہا پٹ</p>	
<p>بچو دین سمجھے آپ میں آیا بچا بیگا دانتہ بزم غیر میں جیا یا بچا سے گا یہ خون بے گنہ ہے بہا یا بچا سے گا اس کا مزار ہے بنا یا نہ جائے گا ویران گھر ہوا تو بسا یا بچا سے گا</p>	<p>دل سے خیال زلف اٹھا یا نہ جائے گا صدمے اٹھا دن مفت کر کیا یہ بھی ظلم ہو خجر اڑتا کے کتے میں وہ میرے قتل پر مارا ہو جس نے دل کو دی دشن بھی کرے دل سے تمہاری یاد کو نکر اٹھا نہیں</p>

اگر وصل دیکھتے کرتے ہیں سلج	بھبھکے کسی کے گھر یہ تو جابا نہ جائیگا
آپنل وہ رخ پہ ڈالے ہیں کوسلے مثنیٰ	خورشید ابر میں تو چھپا یا نہ چھپے گا
نثر اے آہ سوز ان بخت میں پیدا ہو نہیں سکتا عیادت کو مریض غم کی وہ تشریف لاتی ہیں جگر میں چٹکیاں لیتا ہے جدم یاد آتا ہے ہمینانِ جہان بیٹھے ہیں ہلو میں مری اگر	تو بار آور مرا محل تمنا ہو نہیں سکتا چلی جا اسے قضا اب دقل تیرا ہو نہیں سکتا کسی کا وصل میں کہنا کہ ایسا ہو نہیں سکتا پلٹ جا شامِ فرقت آج یردا ہو نہیں سکتا
مثنیٰ دل ان حسنون کو مثنیٰ ہرگز نہ دنا تھا کسی پر اس زمانے میں ہر دسا ہو نہیں سکتا	
بعد گلچین کے جو گلزار میں صیاد آیا کو نسا سا نخِ فرقت میں اسو یاد آیا سوے گلشن جو کوئی باغی بیدار آیا پیشوائی کو وہیں ادڑ کے بگولے پیچے کیون تر چتا ہے نورہ کے مہلو میں صدے فرقت کے سے قہر جفا تہی ملی بندہ حسن کیا جب خدا نے جھکو زخمِ کمر نہ ہرے ہونے ایچی پاؤں سے	سم ایجا دگیا باغی بیدار آیا آہ کے ساتھ جوب تک دل ناشاد آیا بلبلین غش ہو میں غنچوں کو خدا یاد آیا جانبِ دشت جو میں بلول ناشاد آیا کیا تجھے ای دل بیتاب کوئی یاد آیا جیسے اُس حورِ پناہ دل ناشاد آیا تیرے حصہ میں صنم حسنِ خدا یاد آیا کہ پے مشق جفا وہ سم ایجا یاد آیا
رحم کچھ آنکو مرے حال یہ آیا مثنیٰ بیڑیاں کاٹنے اسوقت جو خدا یاد آیا	
سمت لڑی ہے میری خدا مہربان ہوا ب لہ کبھی ہے آہ کبھی ہجر یار میں ت ہوئی ہے عشق سے توبہ کئے ہو رار وصل آپ نے کیا اس سے کر لیا نکر ہے گالیے نشانے سے دل مرا جسے گلزار ہن یوں کے منہ زور و اعجاز	ہو جا سے وصل آج یہ جھکو گمان ہوا ب بتلاؤ تو یہ کو نسا طرزِ فغان ہے اب کیا پوچھتے ہو تم دل مضطر کمان ہوا ب ہلو میں میرے دل جو بہت شادمان ہوا ب آنکی نگاہ تیرے ابرو دکان ہے اب نہاں ہے اکبر کے

مصروف سیر صحیح چمن باغبان ہوا ہے

ملن بہار جا چکی فصل خزان ہوا اب

فصل گل کے جانے ہی ہوگی سخن میں عذرا لیب  
مژدہ اے صیاد پھرائی چمن میں عذرا لیب  
اب نہیں بھولے سہاٹی پیر بہن میں عذرا لیب  
بجٹ کیا کرتی ہے افلاک سخن میں عذرا لیب  
رکھ دیا تیرا قلب اس آنکھ میں عذرا لیب  
بزم میں طوطی ہے تو صحن چمن میں عذرا لیب  
ہو گئی اس صدمے سے بسل چمن میں عذرا لیب  
کیا نصیب ہے کہ ہے ایسے کفن میں عذرا لیب  
کس لیے آئی نہیں میرے چمن میں عذرا لیب  
لعل ہوں جیسے مین میں اور پتھن میں عذرا لیب  
میں نہیں آیا ہوں آتی ہے وطن میں عذرا لیب

ہوں خدا کے فضل سے طرز سخن میں غلبہ

غیر کے گھر سے وہ اٹھ کر آئے اور آپ کے ایک  
چارہ ساز وہ سچے آئینہ لگا کر آپ کے  
دوہری ہوتی ہے نزاکت سے کمر آپ کے آپ  
دیکھتے ہو جو مری جان اور صبر آپ کے آپ  
بے سبب تو نہیں یہ درد جگر آپ کے آپ  
آنکھ کھل جائیگی ہنگام سحر آپ کے آپ  
شک فردوس ہے کام اٹھ کر آپ کے آپ

۱۰۴۸



<p>سرد قامت ، ہمتارا جو شجر کی صورت ہو مقابل گل عارض سے تری کیا مجال نالے کرتا ہو نہیں ہر روز تری فرقت میں وہ صنم کان جو اہر ہے سراپا و اللہ خاک ہو ہو کے گرین گے ابھی یہ تو نالاک واقعہ طور کا پھر آج جان میں ہو گا</p>	<p>تو یہ ادبھرا ہوا جو بن ہنر کی صورت کچھ نہیں ہے ترے آگے گل ترکی صورت کہیں دکھائے خدا جلد اثر کی صورت لب ہین یا قوت تو دندان ہین لکھ صورت آہ اس دل سے جو نکلے گی شر کی صورت پردہ در سے وہ نکلیں گے قمر کی صورت</p>
<p>ماہ سے دیتے ہو متیل غلط ہے منہ تھے دیکھی بھی ہے اس رشک تم کی صورت</p>	
<p>مگاہ ناز سے کچھ اس طرح لگا کی چوٹ شب صال نہ پوچھو کہ پھر میں کیا کیا ٹرپ کے ہو گیا یہ ہوش صورت ہوئی تمہارے تیر نظر سے نہ بچ سکا کوئی</p>	<p>ٹ اتر کے دل سے جگر تک ہمارا کی چوٹ ترے فراق میں کبخت دل لکھائی چوٹ کسی کی دید سے اس نے لیا ٹھائی چوٹ اگر جگر سے بچائی تو دل پہ آئی چوٹ</p>
<p>بدل بر لے وہ تیر جو سپکراے منہ سنبھل سنبھل کے مرے دل نے خوب لکھائی چوٹ</p>	
<p>میں ہوں غربت میں گرفتار محن کیا باعث کیا اسے طرز فریب اور کوئی یاد آیا ہے وہن غنچہ سرستہ مگر ہے محدود نام انصاف اسی جو رکا ہے کیا ظالم نغمہ دل آج ہے بے رنگ خدا فر کرے عشق دنیا میں مرے جاتے ہیں اہل دنیا طبع نازک پہ ہو کیا بار گراں کچھ تو کہو</p>	<p>ٹ کاٹے کھائی ہے مجھے یاد وطن کیا باعث مجھے وہ بت جو ہوا گرم سخن کیا باعث لب سے شرمندہ ہی ہے رنگ سخن کیا باعث غیر کو عیش مجھے قید محن کیا باعث درد ہوتا ہے کہی گاہ جلن کیا باعث اسے کہتے ہی ہین ہر دار محن کیا باعث کس لیے آج ہے ماتھے پہ شکن کیا باعث</p>
<p>باغبان شاد ہو بلبل بھی ہو خوش احوال اب تو کچھ اور ہی ہے رنگ چمن کیا باعث</p>	
<p>ہیں پریشانی سے مضطرب کس غم میں آج غم نہیں ہر تو بتاؤ کون ہے ایسا حسین</p>	<p>دست رنگین امٹ رہے ہیں کیلے باقم دل آج دھوم کے حسن رزنا خرم کی ہوا عالم میں آج</p>



کام ان باغی اداؤں نے کیا سیرا تمام  
اک رقیب روسیہ کے مرگ سے جاری ہیں شک  
یا آلی خیر کرنا تو دل گم گشتہ کی  
اے جوانان جہان میں وہ جوانا مرگ ہوں  
کس بلا کا سامنا ہے خیر کرنا لے خدا  
شرم سے وہ چپ ہیں میں غیرت سے بزم غیر میں

دم غمباے گا اپنا آہ کوئی دم میں آج  
المدد اے ضبط وہ روتے ہیں کسکے غم میں آج  
پھرتی ہے تصویرا شکی بری چشم نم میں آج  
خون کے روتی ہے آسموت جسکے غم میں آج  
دل بھنسا جاتا ہے میرا گیسو رخم میں آج  
سے مرے کی دل لگی دو لون ہیں کہ عالم میں آج

یا دے کل شب کی ہاتا پائی اے مومن  
اب نہیں آنے کے وہ بھولے سے تیرے دم میں آج

پہلو میں یا جب نہیں سارا جہان ہے بیچ  
وہ بت مجھے میری قسمت ہلا کہاں  
سمان رات بھر کا ہوں تشریف لائیے  
مجرور دل جگر نہ ہوا جس سے جان جان  
یوں تو ہزار ہا ہیں حسینان خوب رو  
ہم کو فراق یار میں دو لون ہیں ایکسان  
تو بہ کر د میں تو بہ کر دں گا ہمار میں  
ہے زندگی تو آئیگی پہر فصل گل یہاں

ساغر شراب بیچ ہے پیر مغان ہے بیچ  
ایسا خیال بیچ ہے ایسا گمان ہے بیچ  
آنا سحر کو آپ کا جان جہان ہے بیچ  
تیری قسم نظر میں وہ تیر دیکھان ہے بیچ  
لیکن تمہارے سامنے سارا جہان ہے بیچ  
فصل بہار بیچ ہے فصل خزان ہے بیچ  
اے سچ یہ خیال غلط یہ گمان ہے بیچ  
اے عندلیب صبر کر آہ و فغان ہے بیچ

ہو دشت کر بلا میں زیارت حسین کی  
بیٹھے ہو کیا مومن کہ یہ ہندوستان ہو بیچ

وہ تیغ کھینچے ہوئے ہیں تھا کی طرح  
اکٹی خیر ہو دل آج کل پریشان ہو  
انہیں سے زندگی اور موت عاشقوں کی ہو  
کہنچی وہ آپ کی تلوار نے قیامت کی  
مجھے تو درد محبت نے وہ دیا ہے مزا  
گلے میں باہن بولا اچھی طرح نہ ڈالی بھین  
بتوں سے ادنیٰ دل میں رہے کرنا تم

اتار لے کہو مانی سے اس آدا کی طرح  
خیال زلف ہے لپٹا ہوا بلا کی طرح  
یہ بت خدا تو نہیں پرہیز نا خدا کی طرح  
نگاہ پھیر لی معشوق بے وفا کی طرح  
دعا میں مانگتا ہوں بھر اٹھے بلا کی طرح  
کہ صبح آنکی سر پرے بلا کی طرح  
کہ یہ مکان بھی ہے خانہ خدا کی طرح

<p>ملینکے خون ترا ہاتھ میں حنا کی طرح وہ ان کے سامنے ہے نقش کفش پاکی طرح</p>	<p>وہ وقت قتل یہ ہنس ہنس کے مجھے کہتے ہیں میرے چار وہ کہتے ہیں جسکو اہل جہان</p>
<p>یہ شوق چاہتا ہو آج اپنا اسے مسنن وہ خون دل کا ملین ہاتھ میں خاک کی طرح</p>	
<p>مچھو کرتا ہے کیونکہ تم اسے چرخ چل نہیں سکتا دو قدم اسے چرخ کشتہ خنجر ستم اسے چرخ مچھو خالق کا ہے کرم اسے چرخ اور کرتا ہے تو ستم اسے چرخ دو گھڑی بیٹھتے ہم اسے چرخ حق میں میرے ہوئی وہ ستم اسے چرخ</p>	<p>ساز غیروں سے ہو ہم اسے چرخ ہجر و بصر میں یہ ہوا ہوں محیف اس قدر کج روی نکر ہم ہیں تری گردش سے غیروں پا مال قابل جسم حال ہے اپنا ہرج کیا تھا ترا کہ ہم اور وہ دور میں تیرے پی دوا بھی اگر</p>
<p>بہر کا غم بہت ہے مہنہ کو اب ندے اور کچھ الم اسے چرخ</p>	
<p>بتلا کہ تو نے جین بھی پایا قصا کے بعد پھٹا میں گئے بہت وہ دل باؤفا کے بعد قاصد سلام کہنا مرا تو صبا کے بعد تیرا ہی ذکر خیر ہے ذکر خدا کے بعد غل بے حجاب ہوں نے مجھ یا حیا کے بعد نالے کر دھکا جبکہ میں آہ رسا کے بعد کرتے ہیں جام زہر عنایت دوا کے بعد آیا پلٹ کے بھی تو ہمارے قصا کے بعد تیرا مژہ لگاتے ہو تیغ ادا کے بعد تو یہ بھی کرتے جاتے ہیں ظلم و جفا کے بعد ہیں فخر کائنات محمد خدا کے بعد</p>	<p>ترت پیری کہتے ہیں مجھ باؤفا کے بعد جیتک ہو کشتے پاس نہیں قدر کچھ نہیں لیکر گئی ہے باد سحر اب و بان پیام پوچھیں بیان کا حال تو یہ کہنا نامہ بر جسم سگے سے آنکھ لگا یا شبہ صال بے چین ہو گئے محفل اغیار میں بہت کیا خوب کر رہے ہیں علاج مرض غم قاصد جواب خط کا سنا یتکا اب کسے اچھا طریقہ بتنے نکالا ہے قتل کا کرتے ہیں جور اور پشیمان ہی ہو نہیں کیونکہ خیال امت عاصی نہ ہو نہیں</p>

	دل کا ہمارے خون میں وہ حنا کے بعد	
اُس بت کو ہے جو شعلہ رخسار پر گھنٹ خود آئین کے ہمارے خریدار دوڑ کر سہرا اس کے سر پہ ہے جو ہوتا کر پاس مشک کشاے دہر میں حاجت روا دہر	ڈال کرنا ہوں میں بھی آہ شرر بار پر گھنٹ یوسف نہیں جو تم کرو بازار پر گھنٹ یون قہر سب کو طرہ طرہ پر گھنٹ ہو کس طرح نہ حیدر کرتا رہ پر گھنٹ	
	کھینچے ہیں جو رقیب تو کھینچے دو اسے کیا خاک ہم کوین دل بیمار پر گھنٹ	
بھیجے ہیں یار کو خط لکھ کے جو اکثر کاغذ چلیلا شوخ ہو کسین ہو جو اس محفل میں خط اسے دیکھ کر نام جو لیکھا قاصد حال بیتابی دل تھا جو رقم نامہ میں کشش عشق سلاست ہے تو دکھلاؤنگا صاحب الامر کی خدمت میں پہنچ جاؤنگا	ڈال رکھتے ہیں اپنا دماغ غرض برین کاغذ دنیا اس حور کو اسے میری پیمر کاغذ چاک کر ڈالے گا فوراً وہ سنگم کاغذ بتگیا ہاتھ میں اس بت کے کبوتر کاغذ خود بخود جائیگا اس جامرا اوڑھ کر کاغذ لکھ کے دریا میں بہاتے ہیں جو اکشر کاغذ	
	خون دل سے جو لکھا نامہ میں اس بت کو بخدا بنگیا رشک گل امر کاغذ	
دیکھ کر اس حور کی زلف پریشان تا کر ہو کسی لیلہ صفت کے عشق میں پناہ اشکباری گر کر لگا آنکی زلفوں کا اسیر دیکھ پاسے ناخن پا کو جو تیرے امی صغ ایک جام ہے یہ رند و نین چجت ہوئی نیچہ نیچی گاہوں سے جو تیرے سر کیا ہجر کی شب میں یہ کیا عمکو ہوا ایسا گنا	رے چاک وحشت میں کیا اپنا گریبان تا کر شل مجنون چاک ہے سارا گریبان تا کر ڈوب جائیگی ابھی دیوار زندان تا کر ڈوب جائے ابر میں یہ ماہتابان تا کر میان سے کھنچ کھنچ گئی شمشیر بران تا کر رہے کٹ کٹ گئے ساری دیکھار ان تا کر اگیا سیلاب اشک چشم گریان تا کر	
	قید الفت میں جو پہنچی آہ سوزان او میں راکھ ہو کر رہی دیوار زہان تا کر	
دکھنا و دل کا اثر آہوں کا سرگرم فغان ہو کر	ہلا دے گا خاک کو میں خفیت و ناتوان	

<p>کہی تو ہو بھی کیونکہ نگاہ لطف سے اسے جان          تمہارے حسن کی شہرت ہوئی ہو سیکر مرنے سے          ابھی کل تک جو دم بھرتے تھے غریب کی محبت کا          تمہاری یاد دل میں چلیاں لیتی ہے رہ رہ کر          رہوں اس حال میں کس طرح زندہ یہ تو سمجھو تم          بہت اختیار کی چاہت یہ غرا تھا اونھیں لیکن          یہ بچیں تو غضب کا جب تک ہوا جفا پیشا</p>	<p>کبھی تو پاس آ جاؤ ہمارے مہربان ہو کر          تمہارا نام روشن کر دیا خود بے نشان ہو کر          خدا کی شان وہ آتے ہیں حمیر مہربان ہو کر          اسے تکلیف دیتی ہے اُسکی میہان ہو کر          نہان رہتے ہوں نظر دن سے میری روح وہ ہو کر          دکھا دوں گا آخر ضبط قہان کا ناتوان ہو کر          کرے گا حشر ہی ظالم تو اک دن نہ جو ان ہو کر</p>
---	--

<p>کو مضمون کوئی حسرت تو اب دل میں نہیں باقی          کسی کا وصل میں کہنا یہ ہے مہربان ہو کر</p>	
<p>مضطرب قتل میں ہیکل کیج ایو قاتل پھوڑے          مسکرا کر اوستنگ اور اک ادھیسا ہاتھ          مضطرب مجنون ہے ایو لیل تری دیدار کا          منزل الفت ہو ایدل رہ یہاں ثابت فکر</p>	<p>یہ لیل کو خدا کے واسطے بسل نہ چھوڑ          مجھ کو محروم قضا اللہ کے قاتل نہ چھوڑ          شرم کا پردہ اٹھا دے پردہ محل نہ چھوڑ          قتل ہو جا شوق سے پردا من قاتل نہ چھوڑ</p>
<p>ہر ہی وقت اور مضمون اب پر کنا بیکار ہے          اسے شہید ناز تو بھی دامن قاتل نہ چھوڑ</p>	
<p>پھر سنا دے مجھے ذرا آواز          نغمہ بجنی نہ پھر کرے یلبیل          سننے نالوں کو میرے دل سے          حسرت وصل لے کے جاتا ہوں          دشت غربت میں ہی تصور سے</p>	<p>کیا ہی دلکش ہے دلربا آواز          جو سنے تیری مہ لقا آواز          یہ ہے کچھ گوشش آشنا آواز          آئے گی یہ پس فنا آواز          میں سنوں گا تری سدا آواز</p>
<p>اُسکی تریف کیا ہوا اسے مضمون          بھولی صورت ہے دلربا آواز</p>	
<p>یوں ہر جو م یاس مرے دل کے آواز          جب سے کہ غریب محبت ہوا ہوا دل          اس کا پھر لگا دے کہ ہو کام ہی تمام</p>	<p>جس طرح اب ہو مہ کامل کے اس پاس          رہتا ہوں بحر عشق کے ساحل کے اس پاس          قاتل کوئی نہیں تری بسل کے اس پاس</p>

حسرت الگ ہے یاں میں تنہا جدا جدا  
یہ قید ہوں گے فصل بہاری میں گہ آہ  
میت لحد میں رکھ کے یہ غائب ہو عزت  
دیکھا ہے اپنی آنکھ سے صحرائے بزمین  
کیا بہرا متحان وہ سوے قتل گمہ چلا  
پردہ اٹھا کے قیس نے نظارہ کر لیا

تیار دار جمع ہیں سب کے اس پاس  
صیاد پھر رہا ہو عناد دل کے اس پاس  
اتنا نہیں ہے ایک بھی منزل کمر اس پاس  
مجنون کی خاک اوڑنی ہو محل کے اس پاس  
جمع ہے کیلئے میرے قاتل کے اس پاس  
جب کوئی تھا نہ لیلیٰ محل کے اس پاس

انجام کار دیکھئے اس کا ہو کیا مشن  
بیٹھے ہیں غیر اس مہ کامل کے اس پاس

دل کے لئے ہو ایک لہزار کی تلاش  
دشمن کی ہو تلاش دشمن دلدار کی تلاش  
اسد رجب جو گرسٹم درج ہو گیا  
ہر وقت کوے یار میں جان کی فکر ہے  
ہو کون سخت جان کہ قاتل کو بار بار  
سب مستعد ہیں مرنے کو قاتل کی دیر ہے  
اللہ سے جستجو مری مرنے کے بعد بھی  
سامان سے کشتی بھی ہے اور باغ بھی پریش  
اتنا مزا کسی کے ستم میں ہمیں ملا  
صد شکر آپ مل گئی گلشن میں جان جان

اس جس کیلئے ہو خریدار کی تلاش  
مجھ گم شدہ کو ہو دل غنچہ ار کی تلاش  
رہتی ہو دل کو میرے جفا کار کی تلاش  
بلبل کی طرح رہتی ہے گلزار کی تلاش  
خنجر کی فکر ہے کبھی تلوار کی تلاش  
ہے قافلہ کو قافلہ سالار کی تلاش  
بنکے غبار کرتا ہوں میں یار کی تلاش  
ساتی کو اسبہ یار گہر یار کی تلاش  
رہتی ہے روز ایک شکار کی تلاش  
جنگل بہت دنوں سے ہو سرکار کی تلاش

دیو حرم میں خاک و ڈال ہی اسے ملن  
رہتی ہو ہکو اک بت عمار کی تلاش

جہانگیر کی طرح نہال حریفیں  
ہمیشہ حرص و ہوا کے ہا میں دل گرفتہ رہے  
جناؤ عیش میں کس طرح عمر کشتی ہے  
چنگ کے غنچہ تو بیشک ہنستہ تہار چمنور  
حسین جان کوئی دیکھا بھل گیا خوراً

بدی کا بد ہے نتیجہ یہ ہو مایہ حریفیں  
سوئے اسکے نہیں اور کچھ مایہ حریفیں  
رہے ہر ایک سے یار یہی سوال حریفیں  
دگر نہ کھول سکے لب ہو کب مجال حریفیں  
ہمارے پاس یہ دل ہو کب جو خیال حریفیں

طلب پر دوسے کے کہتے ہیں مجھے اور منہج

کہ بار و نہیں ہوتا کسی نہ سال حریص

ساقی فراق یار میں کیا جام سے غرض	خدا	نا کام کو نہیں ہے کسی کام سے غرض
مطلب نہ عشق سے نہ آراء سے غرض		جیتا ہوں جب کا نام ہے اس نام سے غرض
سرشار میں تو ہوں مے اللہ کا ساقیا		ستیشہ سے واسطہ ہی نہ تو جام سے غرض
عاشق ہوں تیرے حسن پہ تیرے سوا غم		دلبر کی ہے ہوس نہ دلارام سے غرض
ہے جیتو سے یار میں تکلیف عین عیش		اے چارہ گر نہیں غم ایام سے غرض
بیخود کسی کی یاد میں رہتا ہوں اتدن		ساقی کی یاد ہے نہ مجھے جام سے غرض
کجخت بد نصیب دل مضطرب مٹھ		کچھ بھی نہیں تجھے سحر و شام سے غرض

بیخود کسی کے عشق میں ہوں کقدر منہج

آغاز کی خبر ہے نہ انجام سے غرض

ایک آنکھوں نہیں جو بھر آسے دم تیر خط	طوس	پی گیا اس خون سے مٹ جائیگا تیر خط
حال مجھ دیوانہ گیسو کا لکے کر کوئی		حر قما سے زلف نہ ہو جائیں ہیں بیخود خط
ہوئے ہی آغاز اس کے سنگا اکتا غرور		دیکھ لی پہنے جاہن متقلب تاثیر خط
قاصد اُس لا مسکا نکا کچھ نہیں چاہتا تھا		کس طرح بھیجوں اسے اب کیا کروں تیر خط
ہوں وہ دیوانہ کہ مرشد قیس لکھتا تھا مجھے		اکثر اس عنوان سے جاری رہی تیر خط

حال بیتابی دل لکھا جو میں نے اسے منہج

وہ ہوئے افسردہ بڑھ کر کے یہ ہوئی تاثیر خط

عشق میں ایک فرنگ ہوں حیران و غما	طوس	نہ تو کافر ہی ہو نہیں اور نہ مسلمان و غما
جس کو دیکھا ہے مجھے خون میں طاق و غما		قتل کر کے مجھے قاتل ہے پشیمان و غما
پوچھتا کیا ہے آل شب بجران و غما		میں تو ہوں دہیان میں زلف نہ پیران و غما
بزم میں اس بت خو غم کے یہ دیکھا عالم		مضطرب زاہد دیرینہ ہی حیران و غما
دیکھئے بختے گا یا نہ جھکے سنے گا خدا		کقدر ہو نہیں گنا ہوئے پشیمان و غما
آگ دو زخمی جلائے مجھے کیا طاقت ہے		میں ازل سے ہوں غلام شرمزدان و غما
کچھ نہ بوجھو کہ شب بھر بسر کو نکا		دار کا اوکھ سے مجھے جگنا بھرا دہ غما

<p>رحم کچھ حال پہ اسل برکرم نے کھایا عشق نے ایک بنا رکھی ہو حالت سکی فصل گل آتے ہی سب بختران بھول گئی</p>	<p>دھو نہ دھتے تھے یہ جسے دیدہ گریان عطا مین نخل آہ سے نالے بے نشان واعظ غنی کرنے لگے مرغان فخران لجان عطا</p>
---	--

ناز ہو اسکی کرلی پہ وگرنہ مٹن  
لائق نارہین تا چہر کے عصیان واعظ

<p>کرون مین توبہ کہ ہے ختر رنجان واعظ خدا سے خشر مین کمد ونگا ناز ہو تجھ پر گدہ نہ ہو سکا اسکا تو کو سے جانا نہیں اب آہ و نالہ بھی وقت سے لب پر آتا ہو خرام ناز نے کسی یہ حشر ڈھایا ہے شب فراق مین مین سوز عشق سے شب</p>	<p>حواس آپ کے اس وقت ہین کسان واعظ کچھ ادا عاے اطاعت نہیں بیان واعظ نہ ہو پچی آہ یہ ورنہ کمان کمان واعظ ہوا ہوں بچہ مین یہ زارہ و نالہ ان واعظ صدائے نغمہ بلیل سیم الامان واعظ جلا کیا تپ فرقت سے سم سان واعظ</p>
--	---

نہ جانے جو شہزاد مین چلا گیا کس جا  
کہیں ملا نہ مٹن کا ہمین نشان واعظ

<p>شکوہ کرتے ہین تو ہوتی ہو مروت مانع اپنی قسمت سے ہو شکوہ نہیں قاتل گلا کھینچ کر شوق آسے لایکا سوے مقتل صاف انکار کیا وصل سے آخر اس نے قبر مین ظلم نکیرین کر نیلے کیون کر</p>	<p>عین آہ کیونکر کرین ہو ضبط محبت مانع قتل وہ کرتا نہ ہوتی جو تراکت مانع کہیں جا نیاز کو ہوتی سہ تراکت مانع بیمروت کو ہوتی کچھ نہ مروت مانع کیا نہ ہو جائے گی حیدر کی شقا عین مانع</p>
--	--

جان دینا بھی ضرور آپ کو فرقت مین مٹن  
ہو گئی اس کے پر احکام شریعت مانع

<p>نرگس ہو آنکھ پھول سے رخ قد یار مانع گھجین نہال حسن پہ سہ آسٹیان مرا بچہ چٹک کے کہتے ہین مجھے ہو آیتاب پیری مین وہ شباب کی باتین کمان نصیب</p>	<p>عین وہ رونق چمن ہو تو مین ہوں بہار مانع بلیل کی طرح مین بھی ہوں کہ چمن نشان مانع نہر روان کا قول ہو مین ہوں بہار مانع اب لوشلی خزان سے سہ سراسر بہار مانع</p>
--	--

فصل غزان مین آسٹیلی بلیل جو سیر کو



رہو لایکا اسے بھی متن حال زار بارغ

<p>دست وشت جب یڑھی جیہ گریا کی طرف پھر ہوا سے زلف بچانے پریشانی بڑھی پھر ہوا سوداگر زلف یار سرین جاگوین بے کسی رو یا کرے بیٹھی ہوئی قزو کیل پھٹ گیا آخر تڑپ کر دل چلو فرصت ہوئی وہ پریشان ہو گئے کھلا گیا منہ چاند سا وہ تصور میں جو اسے شب کو بیکس میں</p>	<p>ن لیچلا جوش جنون پہلو بیابا کی طرف پھر خیال اپنا گیا اس آفت جانکی طرف دل ہوا مثل نسیم سنبھلا ستا کی طرف حسرتیں ابڑی رہیں گور غریبا کی طرف تھا یہی کبھی تیرا آفت جانکی طرف اگے بھولے سے جب گور غریبا کی طرف ٹر گیا دست تیرا ان کے دام کی طرف</p>
---	--

کیا رہا دنیا میں متن پھر کسی کا اعتبار  
دوست دل سا ہو گیا جب دشمن جانکی طرف

<p>کیون تھیلین ستم و جو رجھائیں عاشق دل ہمتی پہ لئے بیٹھے ہیں سب محفل میں زلزلے میں ہر زمین غصہ ہر قاتل کو سوا ہو خوشی یار کی تو دار پہ بھی چڑھ جائیں تم نہیں سستے ہو ایمان تو انصاف ہو شرط اس قدر محب عاشق سے گھبرا گئے ہیں</p>	<p>قاف بھول سکتے ہیں کبھی انکی ادائیں عاشق دو اجازت تو ابھی نذر دکھائیں عاشق کہد مضبوط کر باندھ کے آئیں عاشق مثل منصورہ دیتی ہیں صدائیں عاشق حال زار اپنا کسے جا کے سنائیں عاشق کہتے ہیں اب مر کو جو ہیں نہ آئیں عاشق</p>
--	---

صد مہ جو دل پہ گز رہا ہے بیان کیا ہو متن  
سنے ہیں واصل کی شب جبکہ اذان عاشق

<p>سنا افسانہ دل سرسیر اول سے آخر تک بہت مشکل ہوا عشق میں ثابت قدم بنا جہان میں اس کے نام قیس کو زندہ کیا میں نے یہ سامان لکے بہلائی کا عزت میں مہیا تھا وہ فرماتے ہیں نہ لے لو نہیں کرتا ہر مدت سے یہ سوز عشق نے پھوٹا شہید ناز کو تیرے بیان قاصد کا ہو رو یا کہتے وہ فرط الفت</p>	<p>کان ہوے پر غم رہی با چشم ترا دل سے آخر تک رکھے اس کا خیال ایدل بشیر اول سے آخر تک خوشی سے شام ہجران کی بیل سے آخر تک خیال یار تھا پیش نظر اول سے آخر تک دکھا یا ضبط دل نے یہ اترا دل سے آخر تک کہ جھٹکے خون کے بد نے ترا دل سے آخر تک سنی جب مرگ عاشق کی خبر اول سے آخر تک</p>
---	---

نہ بھولوں گا کبھی احسان اچھے کہ فرقہ میں  
رہا ہوں مراد دہر اول سے آخر تک

مذبح جس سے ہیں جگر و دل الگ الگ  
لوٹیں گے خاک پر ترے بسمل الگ الگ  
رہنا پیا میرا منزل الگ الگ  
بیٹھے ہیں سب سے ہم محفل الگ الگ  
آفت جدا جدا ہے یہ مشکل الگ الگ  
کھینچے ہو سے ہیں تیغین جو قاتل الگ الگ  
سب ہو رہے ہیں بزم میں شامل الگ الگ  
رہتا ہے مجھے وہ مہ کامل الگ الگ  
اک دل کے کس طرح بنیں مول الگ الگ  
کہتا ہے مجھ کو دیکھ کے قاتل الگ الگ  
برائیگی نہ حسرت باطل الگ الگ  
ارمان دور خواہش باطل الگ الگ

ہر اک ادا ہے یار کی قاتل الگ الگ  
ہر اک ادا کا یون ہیں ہر لار ہا جو ڈھنگ  
دم دیکے راستے میں نہ خط چھین لین رقیب  
کسو اسٹے اٹھاتے ہو تم ہٹکواے صنم  
ان کے ستم بھی جو نہ لک بھی اور ایک ہم  
وہ کون سخت جان ہے جب کے لیے یہاں  
دشمن بھی اور دوست بھی ہیں کوے یار میں  
جب سے پیام وصل دیا میں نے ناصحا  
اون کی ادائیں مانگتی ہیں روز ایک دل  
یہ سخت جانیوں سے مری تنگ آ گیا  
سنگر پیام وصل وہ کہتے ہیں ناز سے  
مادس ہو کے عشق میں دیتا ہوں جان رنج

بد قسمتی یہ دیکھو کہ مقتل میں اسے ملے  
رہتا ہے مجھے خنجر قاتل الگ الگ

تم کو تو ابھی جی جائے تمہارا بسمل  
چشم عبرت سے یہ کرتا ہوا اشار بسمل  
تزع کے وقت یہ کہتا ہوا تمہارا بسمل  
تیری تکلیف نہیں مجھ کو گوارا بسمل  
تیغ ابرو پہا ہوں میں دو بار بسمل  
آن رخسار ہو غریب ایک ہمارا بسمل  
کہتے ہیں چپ رہیں اسوقت خدا بسمل  
تیغ پیاری ہے اسے تیغ کو پیارا بسمل

ڈھونڈتا ہے انھیں ہونٹوں کا اشار بسمل  
قاتل اک ہاتھ میں نیرنگ جہاں کھلا ہے  
میرے دم توڑنے کا دیکھ تماشہ ہے نیا  
کہا قاتل نے سبکدوش کر دیا مجھ کو  
تیرے مرگان سے ترے پہلے ہوا تھا گھال  
نیم جان دیکھ کے مجھ کو یہ کہا قاتل نے  
حشر میں خون کے دعوے یہ وہ گھبراتے ہیں  
ایک کا ایک ہے سودا فی خدا خیر کر سے  
خود گلا کاٹا کے رکھ دے وہاں خیر

میں نہ کیوں مثل نصیری زندہ یا علی آپ کا رکھتے ہیں سہارا بسمل

رکھکے مخمورہ گلے پر مری گئے ہیں مہش  
کہ تڑپتا ہی نہیں کوئی سہارا بسمل

لو دل میں چھپانے سے حاصل  
وہ مجھ کو رقیبوں سے بولے  
بچے بے درد سفاک قاتل  
یہ تیر باب اثر تک  
رہزلیت ہو چند روزہ  
عشق ناداغ کسبجو  
خود جان سے اپنی اکیان  
سے قاصد وہاں جا کے کنا  
نسی کی طرف ہو گا بیشک  
اور دو اک شہید محبت  
سے سو رہے ہیں لحد میں  
وقت اس بت نے مجھ کو  
ہو گیا دم میں تاروں  
سے عاشق یہ مطلب اکا  
وہ قسم کس لیے ہو  
میں کس واسطے بند محرم  
میں عشق کو زنا بتوں سے  
سم بیدر وہ

صنم خانہ کعبہ بنانے سے حاصل  
کہ غیروں کی محفل میں جانیے حاصل  
اسے درد دل کا ستانے سے حاصل  
تو دست دعا پھر اٹھانے سے حاصل  
عبث بار الفت اٹھانے سے حاصل  
ہوا بھگو یہ دل لگانے سے حاصل  
بتاؤ اسے کیا ستانے سے حاصل  
یہ تھا حال تجھ کو دکھانیے حاصل  
قیامت میں کیا ہو گا جانیے حاصل  
یہ ہے اسکا مہندی لگانیے حاصل  
نیکر میں بھگو جگانے سے حاصل  
میں سمجھا یہ ہے دل لگانیے حاصل  
اسے کب ہو اکیچ خزانے سے حاصل  
نہیں پھر تصور میں آنے سے حاصل  
جلانے ستانے رولانے سے حاصل  
اؤ بھرتا ہے جو بن دہانے سے حاصل  
مصیبت میں دل کو بھنسانے سے حاصل  
نہیں درد دل کچھ ستانے سے حاصل

نہ شاننا ہلاؤ کہ سوتا ہے مہش  
لحد میں اسے کیا ستانے سے حاصل

سے ہیں ایک بت مجھ میں کیم  
ہاں توں سے عشق کے نہیے اکیچ کے ہم  
ہاں سے ہو سے ہوں کیا لکڑی لکڑی ہوں  
ہاں سے ہو سے ہوں کیا لکڑی لکڑی ہوں

جاگر ہوئے اسیر بلا کوئے زلف میں  
جانی تھے رات وصل کی کچھ تو جواب دو  
ای منعم ہو دولت کو نیا نہیں نصیب  
دل کی جھلش مٹائی گما در کو سہی کم  
مجنون کی طرح چاک گریبان پر چاک  
یار ہزاروں سال وہ تو نہیں ناکرین

کہنے میں آگئے دل اندر کہیں کے ہم  
ہیں منتظر تھاری فقط بان نہیں کر ہم  
طالب ہیں آسمان سے دو گز زمین کے ہم  
مشکور ہیں بہت ہفت لہنشین کی ہم  
عاشق ہوئے ہیں لعلی محل نشین کی ہم  
حقے کہا کرین دل اندر کہیں کے ہم

کیون کر کرین نہ محض مقدر پہ اسے صفت  
پہلو میں بیٹھتے ہیں بت نازنین کے ہم

کو تباہ سر پہ جبین زلف کا سودا نہیں  
گلشن عالم میں گل بجھے کوئی اچھا نہیں  
اور کچھ ارمان دل میں جان جان اچھا نہیں  
وقت آخر و یکگر وہ مجھ کو فرمائے لگے  
وقت آرائش جو کی آئینہ پر اچھے نظر  
چشم نرگس بن گئی ہے اشتیاق دید میں  
ہو گیا قربان اک عاشق جلو خروصت ہوئی  
ہائے وہ جہنم کے کہنا وصل کی شب یار کا  
آج کیا جاتی ہوئی دنیا نظر آئی نہیں  
کس طرح آخر تڑپ کر رہ گیا ارمان وصل  
وہم ہے شک ہو گمان ہو بال سے باریکہ  
ہو غیمت آپ کا دیدار ہی ہوتا رہے  
ایک بوسہ وصل کی شب دیکھ بولے ناز سے  
خانما بر باد دل یاد آگیا یادش بخیر  
وصل کی شب تھری پہلے ہرے بیٹھے ہیں وہ  
فرین صدا فرین او پیر و ت بے وفا  
پیر شاہی کچھ نہیں ظلی نہا ہی کچھ نہیں

کو نسی وہ بزم ہے جبین تہا پر جا نہیں  
حسن یوسف کا شاہ ہے آنکھ سے دیکھا نہیں  
ایک حسرت وصل کی ہے آگے پر جا نہیں  
مہمان کچھ دیر کا ہے اسکا حال اچھا نہیں  
حسن خود کہنے لگا ایسا حسین دیکھا نہیں  
کون کتنا ہے کہ گلشن میں ترا پر جا نہیں  
اس قدر کیون مضطرب ہو کیا کوئی ترا نہیں  
چھوڑنا اس طرح بھکو دیکھئے اچھا نہیں  
یون تو در نہ پیار سے مجھ کو کبھی پر جا نہیں  
اودل آفت زدہ تو نے ہی کچھ دیکھا نہیں  
اس سے بہتر اور مضنون کو ملت اچھا نہیں  
یون تو میرے دل میں ایمان کیا کیا نہیں  
میرے ہی سر کی قسم اب اور کچھ کہنا نہیں  
اک زمانہ ہو گیا جب سے آئے دیکھا نہیں  
اودل راحت طلب اس وقت میں توتا نہیں  
نزع کے عالم میں بھی تو دیکھئے اچھا نہیں  
سایہ دیوار سے بہتر کوئی سا نہیں

ہم نچائیں زاہد و گر مفت میں جنت مل  
 ہو گئے بیہوش موسیٰ بس یہی تھا شوق  
 تودہ یوسف ہے کہ یوسف کو بھی ہزاران دید  
 زلف کے پھند میں آخر خود بخود جا کر پھنسا  
 کوچہ قاتل میں جا کر ہاتھ سے کوئیں تھے  
 جب ہوئے بیہوش موسیٰ حسن بولا ہنس کے  
 یہ تمہارے حسن روز افزون کی ہو عالم میں ہوا  
 رحم آئینا کبھی تو شکو میرے حال پر  
 بزم کین وز دیدہ نظریں پہننے ڈالیں ہر پر  
 اس طرح ہے حسرت دیدار جانان آج کل  
 عیش و عشرت وصل و راحت سب غشی میں ہیں  
 خیر وہ تو صاف ہی کر بیٹھے انکار وصال  
 کیون گل عارض پہمتے زلف بکھڑائی نہیں  
 بزم میں زانو دباے یار کا بیٹھے ہیں غیر  
 کچھ و فزون حسرت رہی ارمان کچھ دن رکھا

کوچہ جانان سے بہتر کوئی بھی کو جانیں  
 اک نظر بھر کے بھی جلوہ یار کا دیکھا نہیں  
 مصر کے بازار میں کوئی حسین تجھ سے نہیں  
 لاکھ سمجھایا دل بیتاب لئے مانا نہیں  
 ادول بیتاب تھے اسلئے پالا نہیں  
 واہ کیا دعویٰ تھا جو اچھی طرح دیکھا نہیں  
 حین یوسف کا کوئی اب نام تک لیتا نہیں  
 خود سمجھ جاؤ گے اکلن میں تو کو کہتا نہیں  
 دیکھنے کی طرح جی بھر کے اونیں دیکھا نہیں  
 دیدہ مشتاق نے گویا کبھی دیکھا نہیں  
 بیکسی میں آہ کوئی پوچھنے والا نہیں  
 اور موت لقمے بھی کچھ بڑکے سجایا نہیں  
 چشمہ زخو رشید میں کیوں سانپ لہرایا نہیں  
 امداد سے ضبط یہ تھے کبھی دیکھا نہیں  
 خانہ دل کو بھی خالی آج تک پا یا نہیں

اسکی بیتابی سے شہرت ہو تمہارا حسن کی  
 یہ وہی مہر ہے جسکو تھے پہچانا نہیں

ہمارے پہلو میں اسے یار جیکہ تو ہی نہیں  
 ہمارے دل کا تم ارمان پوچھتے کیا ہو  
 صراحی و شب متاب و سا غزو میں  
 چلا گیا مرے پہلو سے شکر ہے صد شکر  
 ہوئی ہے جب سے تری حسن بنظر کی دہم  
 اگر نہ تمہیں مرین ہم تو پھر مرین سپر  
 لباس عمر ہوا چاک جا بجھا ایسا  
 جفاؤں کی تمہیں عادت ہو تو مبارک ہو

تو بزم عیش کی کچھ دل کو آرزو ہی نہیں  
 سواے وصل تہان کوئی آرزو ہی نہیں  
 ہمارے بزم میں سب کچھ یار تو ہی نہیں  
 مجھے تری دل بیتاب جستجو ہی نہیں  
 غبار قیس کو محل کی جستجو ہی نہیں  
 حسین جہان میں کوئی مستافو ہی نہیں  
 کہائیں بخیر گرو حاجت رفو ہی نہیں  
 مری سواے وفا کے اور کوئی غوی نہیں

ہماری آنکھوں میں تم شوق سے پھر دیا کر	سوائے اسکے جہان میں کچھ آرزو نہیں
تہا جسے عارض پر نور سے ہو کیا نسبت	گلون میں رنگین رنگین یہ بوس نہیں
سوال وصل پہ دشنام دیکھ فرمایا	ہماری بزم میں شائستہ گفتگو نہیں

چلے میں منزل الفت میں بے خطر منین	ذرا خیال بد آموزی عدد ہی نہیں
-----------------------------------	-------------------------------

ظلم پر ظلم وہ ہر روز کئے جاتے ہیں	بیمیا زیت ہے اپنی کہ جیئے جاتے ہیں
کام دیا نے یہ وحشت میں کئے جاتے ہیں	رگ جان سے دل صد ہاک سے جاتے ہیں
قتل ارمان ہوئے تھے جو ہمارے دل میں	اشک حسرت سے افسوس محل سے جاتے ہیں
دل لیا بچہ لیا صبر سے تحمل چھینا	اور پھر وصل سے انکار کئے جاتے ہیں
حسرت دیاس دالم رنج و غم دور و ملال	بیکسی میں یہ مراسلہ دئے جاتے ہیں
مضطرب کیوں نہ ہوں جب کہیں تو خیرت	رو نائی میں دل زار سے جاتے ہیں
اس سے بہتر تہا جو کہ قتل ہی کر دیتے آپ	اپنی رخصت کا مجھے دل غریب جاتے ہیں

فرقت یار میں یہ بادہ کشی ہے مہین	مئے اشک آنکھوں میں پھر پھر کے جاتے ہیں
----------------------------------	--

محل نشاط کی کسان بزم عدد کسان	اس کا سارنگ اس میں کمان کی بکمان
اگلا مذاق اگلی سی وہ گفتگو کسان	جو لکھنو تھا پہلے وہ اب لکھنو کسان
چہ تھے فلک پہ کوئی گیا کوئی طور پر	سب کو جو جستجو تری بتلا ہو تو کمان
رستم ہے اب نہ سام ہے نئے زال نامور	سٹی میں ملے تو رہے جنگجو کمان
کیا پوچھتا ہے تو مرے ارمان ناصحا	جب دل ہی مر گیا تو بہلا آرزو کمان
فرقت نصیب ہم ہیں ہمیں کچھ نہیں خبر	ساغر کمان ہے یار کمان اور سب کمان
فرقت میں ساقیا تن و جان کا کہے جو ہوش	پہلو میں یار ہی نہیں جام سب کمان

جنکے شوق ہوا ہے عیان چرخ پر مہین	لایا ہے رنگ آہ ہمارا لکھ کمان
----------------------------------	-------------------------------

تہو کسی کے بگڑے ہوئے پائے جاتے ہیں	اغیار بزم یار میں بلو اسے جاتے ہیں
آٹھار جذبہ عشق کے یہ پائے جاتے ہیں	وہ فاحشہ کو قبر پہ روز آئے جاتے ہیں

<p>اغیار بد نصیب سے پہنچا ہے رنج کیا افشا ئے رازِ وصل کسی سے نہیں کیا</p>	<p>کیون گل سے عارضی کچے لکڑا مارا ہیں کیون اک چھکرو دیکھ کے شرانے جا رہا ہیں</p>
<p>ہم عاشقوں کو روزِ سرشام سے نہیں جلوسے فردغ حسن کے دکھلا رہا ہیں</p>	
<p>ترجیے اس طرح ہیں حسرت و ارا مان کر دلیں اگر جلوہ فگن رہتے ہیں وہ غیر و نلی تحفل میں بلا کا سامنا تھا آج ناصح کوے قاتل میں نظر کیا اسے کٹوا میں تھیں جو آپ نے پلک میں نشار قبر میں بھی حسرت دائر ہیں ساتھ اپنے خدا کے سامنے وہ صاف مکہ کے ظلم سے اپنے نشان زخم اسکے سینہ میں موجود ہے تاک کوئی گھائل کوئی بسل کوئی ہے نیجان قاتل کیا ہے وصل سے انکار جو اچھا کیا تم سے میں عاجز ہو گیا ہوں اتوا اپنی سخت جانی سے نگاہ ناز نے چستے ہی دلوں نے لیا ہمد نکربے تابیان دلوں کو سفال اپنے ذرا جھون یہ اونسکے ناز کے کشتے ہیں زندہ ہوں نہیں سکتے ہوے کیون طور پر رہے ہوش موسیٰ یہ نہیں کہلتا نہ گھرا ایدل بد تاب اگر تجھے مصیبت ہے</p>	<p>کہ موصیٰ جس طرح حسین ہوں غوش سال میں رتبتا دین مجھے مسکن یہ کسا ہو مرے دلیں کہ تھیں ڈگدگ چھپ چھپ گئیں غوش بسل میں مثال تیرا آ کے چھین تھیں وہ مرو دل میں شریک حال دو احباب ہیں اس سخت محفل میں نہ کچھ بھی کہہ سکا افسوس میں آنکھ مقابل میں نگہ کا تیر تیرے چھپ گیا تھا ماہ کامل میں تماشہ یہ نیا دیکھا ہو مینے تیری محفل میں مجھے بالکل نہیں ہے رنج تم نام نہ نہیں نہ دم نکلا مرا سورج آگنی بازو قاتل میں مصیبت کیا کہوں میں انگلیاں ہی نہ نہیں کہ لیلیٰ ہو رہی ہے اب بہت تھیں محفل میں سیا زک دھڑائیگا تو اپنی فکر باطل میں سہایا کو سا جلا تھا اونکی آنکھ کے تل میں علی کا نام بے سبب بچا ہے میں وہ کل میں</p>
<p>خدا اسکے جفا کو ادلی جسکے واسطے مسکن ہے تمنا پرورش پاتی ہے میرے گوشہ دل میں</p>	
<p>اد کر کیا چاہیے ایشی میں ایدل چھکرو سب میں بنتا ہوں جو سوزا دم ادل چھکرو کل شب ہجر عجب طرح بسر کی میں نے دوست احباب نہیں اپنے شریک غم میں</p>	<p>اوسے پہلو میں برٹا یا مر محفل چھکرو کوئی دیوانہ بتا ہے کوئی غافل چھکرو دل کو میں روتا رہا اور مر ادل چھکرو دھینا لڑن ہوا اس حال میں ادل چھکرو</p>



جوش پراوٹی جوانی ہے خدا خیر کرے  
 سخت جانی سے مری موج نہ آجا کہین  
 بحر الفت میں لگا یا وہین غوطہ میں نے  
 میری دیوانگی عزت مجھے دکھلا کے کچھ  
 میں کئے جاؤں گا ہر وقت سوال صلیت  
 بھول جاؤں میں ابھی مجھے صد سارے  
 خونین آیا یہاں میں جو نکالا جادوں  
 پہلوے غیر میں بیٹھے ہو جلائی کو مرے  
 لڑکر قمار بلا ہوں مجھے معلوم نہیں  
 کوچہ یار میں جس وقت میں تڑپا جا کر  
 ایک بوسہ بھی نہ قیمت میں دیا کیا کہنا  
 خواب میں آکے لگے سے وہ لگے ہیں اپنی  
 کس طرح ہے وہ کہاں ہے بتاؤں کیونکہ

کہین آفت میں پھنساؤ نہ مراد مل چکو  
 اب نہ تکلیف کرو چھوڑ دو بسمل چکو  
 موج سے پھینک دیا جب لب ساحل چکو  
 قیس و فرہاد کہین مرشد کا مل چکو  
 آپ دیوانہ کہین یا کہین عاقل چکو  
 اک نظر دیکھ چلے وہ مر کا مل چکو  
 آپ ہی نے تو کیا بزم میں شامل چکو  
 یاد کرتے ہوا سہی سے سر محفل چکو  
 کوئی بتلا دے ذرا عشق کی منزل چکو  
 کوئی مضطر مجھے سمجھا کوئی بسمل چکو  
 میں نہیں جھپٹا ہوں پھر وہ اسل چکو  
 بعد مدت کے ملا آج مراد مل چکو  
 آہ معلوم نہیں کچھ خبر دل چکو

یہ جنون حد سے سوا ہو گیا میرا من  
 قیس بھی کہنے لگا مرشد کا مل چکو

کہتے ہیں حسن دیا جب سے خدا نے ہکو  
 وہ یہاں آئیں گے اس تیغ لگانے ہکو  
 حسن کے جلوے تھے منظور دکھائی ہکو  
 اگیا اپنا مسیحا یہ بڑی خیر ہوئی  
 اسے نیکرین علی آئیں گے تو کہیں گے  
 میری بالین پہ اصل آئی تو میں یہ سمجھا  
 تر چھی نظروں سے مجھے دیکھ کر کہتے ہیں  
 دست رنگین کی قسم کھا کے میں کتا صنم  
 انھیں دو چارے لوگا ہے خدا شاہد  
 کاٹ لو شوق سے لوسہ بھی چھکایا ابو

سیکڑوں آتے ہیں جانا زستانی ہکو  
 مڑوہ تازہ چسنا یا ہے قضا نے ہکو  
 اسلے و ہر تن بھیجا ہو خدا نے ہکو  
 ورنہ رقمہ تو بنا یا تھا قضا نے ہکو  
 کچھ فرشتے ابھی آئے تھے جگہ ہکو  
 قاصد یار یہ آسے بلا سنے ہکو  
 تیرا اس طرح سے آتے ہیں لگانے ہکو  
 نیم بسمل کیا اس درو حنانے ہکو  
 ناز و انداز نے اور شرم و حیا نے ہکو  
 تیغ سے آسے ہو کیا خوب ڈرانے ہکو

وصل میں بھی نہ کبھی عیشِ اٹھایا ہے

سچ پر سچ ویسے اونکی حیات نے ہمکو

اسی باعث سے اندھیرا ہے لہٰذا میں  
مار ڈالا ہے کسی زلف و دتائے چکو

دھڑکے کہ اب وقت سحر دیکھئے کیا ہو  
وہ تیغ نرا کت سے اٹھا ہی نہیں سکتے  
ملتی نہیں راحت کسی کروٹ کسی پہلو  
ہو نہر کی یا قہر کی کچھ اونکی نظر ہو  
اس گلشن و تیا میں بہلا کون بھلا  
بہل کرین کس کس کو کسے جانتے ہیں  
جلتے ہیں فرشتوں کی جان جاتے ہو پیر  
اڑتا ہو دو پہر تو سنبھالے کوئی نخل  
خم وہ ہیں نرا کت سے میں سیر کی جھکا ہوا

مضطر سے شب وصل جگر دیکھنے کیا ہو  
ہم دیر سے ہیں سینہ سپر دیکھنے کیا ہو  
ہے آج بہت دردِ جگر دیکھنے کیا ہو  
اے دل ترے نالوں میں تڑپ دیکھنے کیا ہو  
کس طرح ملے ہمکو شمر دیکھنے کیا ہو  
شمر تیرے کف وہ ہیں مگر دیکھنے کیا ہو  
اس کو چہ بین انیہا ہو گزر دیکھنے کیا ہو  
دوہری ہے نرگس کے گھر دیکھنے کیا ہو  
وہ تیغ ہیں اور میں ہوں شہرِ گھر دیکھنے کیا ہو

سایان سفر پائیں ہیں ان پر عشق آہ  
 واپس ہے اک سخت سفر دیکھے کیا ہو

ظالم نے وقت قتل جو عجیب لگا ہے باحق  
مطلب یہ تھا کہ قتل انہیں سے کرے ہم  
لی ہین بلائیں اُن کو قلم کیجے ضرور  
شوخی سے مسکرا کے شب وصل یہ کیا  
کس منہ سے پھر فراق کہ شکوہ بیان کرو  
اس وقت دل ضرور ہے مٹھی میں آگیا  
بہل جو مجھ کو دیکھا تو نہیں ہلکے یار نے

دل بول اٹھا خدا ہی نظر سے بچا ہاتھ  
منہ دی لگا کے در نہ مجھے کیوں چھ لکھا ٹی ہاتھ  
جانہاں ہی ہے بلا شک سزاؤ ہاتھ  
کوٹھن اکھی آج جو ہمو لگاے ہاتھ  
ملنے کو جب تک سے ستمگر بڑھائے ہاتھ  
جو یہ نہیں تو سپیٹ ہو پھر کون چھپا ہاتھ  
دو چار اور زحمہ شیر اسنے لگاؤ ہاتھ

بل کھا گئی مگر بھی نزاکت سے اسے مضن  
دو کھول توڑنے کو جو اسے بڑھائے ہاتھ

جسکو الفت نہیں وہ کون لکھ رہا ہے  
سوز الفت سرورِ رشتہ و رشتہ دار

جس میں سودا نہیں ہے وہ کونسا شہر تھا  
نالہ جوار سے نکالے گئے تھے

درد دل ہوتا ہے کہ دردِ جگر ہوتا ہے  
 چپکے چپکے وہ مجھے یاد کیا کرتے ہیں  
 آ رہے ہیں وہ عیادت کو مرضِ غم کی  
 یاد کر لیتے ہیں رہ رہ کر وہ اکثر تھک کر  
 بزمِ عشاق میں فرماتے ہیں مجھے ہنس کر  
 حسرتیں اٹھتی ہیں صدفِ باندہ بے نظیر  
 جان پر داؤن لے دی شمع ہوئی ٹپکتی تار  
 قاتلِ تربت عاشق پہ وہ پڑھ دیتے ہیں  
 اور پڑھتا ہوں مے دل میں فاؤ نکا خیال  
 ہو کے بیتاب نکل آتے ہیں گھر کے باہر  
 ہاتھ رکھ دیتے ہیں سینے پہ تسلی کے لئے

اسی آفت میں مرا وقت بسر ہوتا ہے  
 دل ہی دل میں مری آہوں کا اثر ہوتا ہے  
 آج آباد یہ اچھڑا ہوا اکھڑ ہوتا ہے  
 سچ کہا ہے کہ محبت میں اثر ہوتا ہے  
 کیسے کس طرح زمانہ یہ بسر ہوتا ہے  
 دل میں جب ناوکِ شرکان کا گندہ ہوتا ہے  
 چاک اس غم سے گریبان سحر ہوتا ہے  
 جب کبھی گورِ غریبان میں گدہ ہوتا ہے  
 وہاں ظلم و ستم و جور اگر ہوتا ہے  
 میری آہوں کا اب اتنا تو اثر ہوتا ہے  
 میری بیتابی دل کا یہ اثر ہوتا ہے

کچھ نہ بوجھو نسیم ایامِ جوانیِ مصنف  
 یہ زمانہ بھی مصیبت میں بسر ہوتا ہے

لکھا ہے خط شوق جو دلبر کے واسطے  
 احوال کس سے بلبلِ دل کا کردن بیان  
 بچنے کا جھک کر کون نہ خدا وہ کرم ہے  
 بلوادی جلد سوئے بختِ غمبگسٹ واسطے

قاصد کو دے رہا ہوں ہمہ کے واسطے  
 بچپن ہے یہ ایک گلِ تر کے واسطے  
 حبیب دو نگاہوں کو شلفِ محشر کے واسطے  
 دیتا ہوں حکو عابدِ مضطر کے واسطے

کچھ دے دل اسے بھی عنایت ہوں جانِ جان  
 مصنف بہت تر بیتا ہے اب زہر کے واسطے

اگر غیر کرنا عشق کی منزل پریشان ہو  
 سنا نالہ جو کرتے جھک کر غیروں سے نہ فرمایا  
 نگاہِ نازنے مقتل بنا رکھا ہے عالم کو  
 بگو لا جب کوئی اٹھا صبا صحرائیں چلائی

ایک ہر ہو اضطرابِ دل اودھڑا بل پریشان  
 وہی آواز ہو جس سے میرا دل پریشان ہو  
 کوئی دم توڑتا ہے اور کوئی بسملِ پریشان ہو  
 غبارِ قیسِ غم جا پردہ محلِ پریشان ہے

تمنا ہے پسر ہو وصالِ یاد اسے مصنف  
 کہ اُنکے پھر میں اپنا دل بسملِ پریشان ہو

جس نے دیکھا ہے کچھ وہ تراشیدائی ہو  
دیکھنا یہ ہے کہ کس کس کی قضا گئی ہو  
مئے گل رنگ پلا جلد بہار آئی ہے  
کبھی چھپی کبھی بگڑی کبھی شرابی ہو  
پھر انہیں باتوں پہ دعوائی میجائی ہے  
اور اک خلق خدا اونکی تماشائی ہو  
اب یہ معلوم ہوا تیری قصائی ہو  
بڑے گل نیکے جو تربت پہ صبا آئی ہو

تو نے وہ شکل میری جان بخدا پائی ہے  
آج خنجر کھنکھاتے ہیں سر مقتل وہ  
بارغ ہو یار ہو اور ابر کجی ہے اسے ساقی  
وصل میں ادنیٰ نگہ کا نہ تلون پوچھو  
یتخ ابرو سے کیا یار نے گھائل مجھ کو  
سیر تو یہ سیکھو سیر چمن کو نکلو  
ذکر خب وصل کا کرتا ہوں تو وہ کہتے ہر  
کیا کسی غنچہ دہن نے ہو کیا یاد مجھے

سکے فریاد مری یار کا کہنا ملتا  
کوئی پوچھے تو یہ کس ماہ کا شیدائی ہو

گذر رہی ہے جو دل پر تباہیں سکتے  
ہزار چاہیں بچا نا بچا نہیں سکتے  
فرشتے چاہیں جگنا جگنا نہیں سکتے  
تمہارے کشتے کو وہ بھی جلاتیں سکتے  
رقیب خاک میں مجھ کو ملا نہیں سکتے  
خدا کو حشر میں صورت دکھا نہیں سکتے  
وہ میرے خون کا دریا بہت نہیں سکتے  
کہ سر نوشت مقدر مٹا نہیں سکتے  
گلے سے تم ہمیں ہرگز لگا نہیں سکتے  
ہم آفتاب سے آنکھیں لڑا نہیں سکتے

مصیبت اپنی کسی کو سنا نہیں سکتے  
نگاہ یار سے اس دل کو انوار ہدم  
برہ بد نصیب ہوں دنیا میں جسکی قسمت کو  
کہیں ہوں گو کہ میجائے سیکڑوں زندہ  
ہو جانتا ہوں کہ ہیں آنکے مھر مٹے لیکن  
کیا نہ زلیست میں کچھ باؤں نے عینک عمل  
میں آنکے جاننے کو قتل کہہ میں کتا ہوں  
نہ عشق یار سے کر منع ہو کوائے فارغ  
شب وصال وہ تیور بدل کے کہتے ہیں  
نظارہ گنہ زیبا کرین کہاں یہ مجال

مقابل اگلے پہلا ماہ ہو کہاں ہو مومن  
مثال ان سے کسی ایک ملا نہیں سکتے

کہ دم کے ساتھ ہی دل سے دعا نکلتی ہو  
بدن سے جان دہن سے دعا نکلتی ہو  
۱۰۲۰ ہمارے سے لے دے وہاں سے

تمہاری تیغ سے ایسی اداس نکلتی ہے  
جو انکی تیغ کمر سے ذرا نکلتی ہے  
ہمارے سے لے دے وہاں سے

روا ہے آپ جو کچھ ظلم کیجیے ہم پر چھپے ہوئے جو وہ بیٹھے ہیں اپنی حلین میں وہ قتل کر کے مجھے ناز سے یہ کہتے ہیں خدا نظر سے بچائے ہمارے قاتل کو	ہمارے منہ سے تو ہر دم دعا نکلتی ہے دلی ہوئی مری آدم رسا نکلتی ہے ہماری تیغ سے تیری قضا نکلتی ہے دہان زخم سے پیسہ صدا نکلتی ہے
---	--

کبھی تو گور غریبان میں آئین وہ ممکن  
ہماری قبر سے پیسہ صدا نکلتی ہے

بھری جو تیغ کر سے ذرا نکلتی ہے کسی کے ناز سے طرفہ ادا نکلتی ہے تراستم بھی ہے ہمیشہ تو بھی بکتا ہے فلک کو تمام لڑائے حاملانِ عشق میں چڑھاتے منہ بھی ہیں شوخی سے خود بکتے ہیں جو آتے وعدہ خلائی کا شکوہ کرتا ہوں ہو ابرو خون دل زار کیا تہ گردوں پہن کے سر سہی کپڑے ہمارے ماتم میں کسی کے جو سے تیرا ہوش کوئی غم میں اُس آفتابِ یمن کو چھپائے خاک نقاب خبر لو جاتی ہے میت ہمارے کوچہ سے چمن میں ادڑ کے بگولے لپٹنے لگتے ہیں ہماری قبر پر ٹھوکر لگا کے نہ مایا کسی شرم سے ہوتا ہر خون ارمان کا	بشر دیکھا ہے قضا کی نکلتی ہے دفا سے ظلم جفا سے دفا نکلتی ہے تیری جفا سے غضب کی ادا نکلتی ہے ہمارے دل سے اب آدم رسا نکلتی ہے اسی ادا سے ستم کی ادا نکلتی ہے تو ہنس کے کہتے ہیں کسی خطا نکلتی ہے شفق جو سرخ برنگ جنا نکلتی ہے نیام چشم سے تیغ ادا نکلتی ہے کسی کے دل سے کسی کو دعا نکلتی ہے حجاب ابر سے چین کر ضیا نکلتی ہے رقیب خوش ہیں کہ گھر سے بلا نکلتی ہے گلون سے نکلے جو باد صبا نکلتی ہے اسی مقام سے بوسے دفا نکلتی ہے حیا کے پردے میں جھپ کر قضا نکلتی ہے
--	---

کتاب عشق ممکن کھول کر ذرا دیکھو

مریض ہجر کی کوئی دوا نکلتی ہے

یوں تو قابو میں بھلا کب دل زار آتا ہو موت آتی ہے نہ فرقت میں قرار آتا ہو ہوں وہ تیاب کہ ثانی نہیں کوئی میرا	ہاں مجھے دیکھو کچھ تو قرار آتا ہو اتنی امید پہ جیتے ہیں کہ یار آتا ہے برق جس شکل سے تڑپے یہ قرار آتا ہو
---	---

<p>ہائے کس ناز سے کتنا ہے سرِ قمر کوئی میرے منہ کا نہیں ہے اگر اسکو صدر قدنہ رشتہ جو یا برق ہے یا شعلہ ہے صورتِ برق جو پہلو میں طیان ہو ہر دم</p>	<p>میرے مجنون ہے اب بچپہ پیارا ناہو ابر و قنا ہو کیون زار و قطار آتا ہے یا کوئی ماہِ جبین سو سے مزار آتا ہے دل مضطرب ہے کہ وقت قرار آتا ہے</p>
	<p>دشتِ غربت میں قدم رکھتا ہوں چن بیاہن پیشوائی کو مری گرد و غبار آتا ہے</p>
<p>خود بخود لاش نہیں زیرِ کفن ہلتی ہے کیا وہ ٹھوکر سے جلاتے ہیں کسی دیکو نئے انڈاز سے وہ قتل کو آئے ہیں مسے خوش خرواہی نے کیا کس کی یہ عشرتِ بریا روح تھراتی ہے میری قفسِ غلیز اس قدر نالے نہ کر بلبلیں شیدا بھم جا سے یہ انڈازِ نیا اور نرانی ہے ادا آج گلشن میں عجب بھنے تماشہ دیکھا</p>	<p>دل جو بیتاب ہو تو ہر گس تن ہلتی ہو کیون زمین آج تہہ جرخ کھن ہلتی ہو جنشنِ ابرو کو ہے ماتھے کی شکں ہلتی ہو کہ شجر جھومتے ہیں شاخِ چین ہلتی ہے تیری شمشیرِ جواسے رشکِ جن ہلتی ہے کہ شجر گرتے ہیں دیوارِ جن ہلتی ہے اوڑھتے ہیں جو دوپٹہ تو کرن ہلتی ہو گر گداتی ہے صبا سناخِ جن ہلتی ہو</p>
	<p>عمدِ پیری میں سے زلیست کی امید من منہدم ہونے کو دیوارِ کھن ہلتی ہے</p>
<p>عارضی حسن ہے ایجان سے یا زہر ہے جانِ ہم عشق و محبت میں کبھی دیر نیگے بزمِ عالم میں بسرِ طعنے سے کراچِ ایدل آج پیغامِ وصال آنکو میں دو گنا جا کر وعدہ و صل کو وہ بھول نہ جائیں یارب ترک اب عشق و محبت کو کیا ہے میں نے</p>	<p>چارادون کا ہے یہ مہمان رہو یا زہر ہے کے دیے ہیں تہیں وہ بیان سے یا زہر ہے کل خدا جاتے یہ سامان رہے یا زہر ہے چاہے اب اس میں میری جان کو یا زہر ہے ابھی کس ہیں آنھیں مہیاں ہو یا زہر ہے دل میں چاہے کوئی ارمان رہے یا زہر ہے</p>
	<p>باز آئیں گے نہ ہم عشقِ بتان سے من دل رہے یا زہر ہے جان رہے یا نہ رہے</p>
<p>چشمِ کم یون کو چہ جانان میں ہم ہر دم رہو</p>	<p>جس طرح باغِ جان میں قسطِ شہد رہو</p>

<p>روئے روئے بھرمین کیا جانے کیا یاد گیا خون ناحق کی شہادت کے لیے کافی ہو یہ ساتنے میرے ہی وہ جانے تہن بزم غیر میں آج اس انداز سے وہ آئے قتل عام کو حشر کے نین امتحان پیش خدا و تون کا ہے</p>	<p>کچھ مزہ پر قطرہ ہاے اشک اگر تھم رہے دامن قاتل پہ جو ہے لہو کے جہم رہے الہ داسے ضبط محکو کب تکاں سکا غم رہے تیر سی بدلی رہی روٹی رہی برہم رہے لطف ہے ادنیٰ جفا میری وفا سے کمر رہے</p>
---	--

<p>یہ دعا ہے دا اور محط سے ابنی اسے صحن ہو غم حسنین دنیا میں اگر کچھ غم رہے</p>
---

<p>یہ طرز گفتگو اکثر ہے پیغام تفصلا لائی ستیم و لطف جو گلزار میں باد صبا لائی یہ کیا صدمہ ہوا گل کو کسی گھپین کی ہاتھوئے کسی کو جان سے مارا کسی نیچان پھوٹا جگر پکڑے ہو وہ دو تون ہاتھوئے چاؤ تمنا ہے جدا ہو میرا ہر دست نازکے کوئی زخمی کوئی بسمل کوئی ٹڑپا کوئی لوٹا ہوے شاداب گل سر پہ بچے تابغ عالم کے یہ شوخی دیکھئے رنگ خاکی دست تاملین وہ خود آئین گے یا محکو ملا یا اپنی غلو تیز وہ غمگین ہو گئے سنگ مرمر نالو کو فرقت میں</p>	<p>ہماری خوش بیانی ثبوت میری بلالی گلوں کی جان بخشی کی بہار جانفزا لائی یہ نالہ کیوں زبان پر عذیب خوشنوا لائی نزالہ رنگ بقتل میں کوئی تیغ ادا لائی شب فرقت میں بس تاثیر یہ آہ رسا لائی مجھے مقتل میں کھینچے ہو میری تفصلا لائی ہماری جنبش ابرو نیارنگ جفا لائی نیم صو یہ کیسی بہار پر فضا لائی کہ خون عاشق جانناز کا دریا ہوا لائی تہا دسکے سچ سچ ای باد صبا پیغام کیا لائی قیامت اور میر پر مری آہ رسا لائی</p>
--	--

<p>خیال زلف ہو کیا کم تبا مجھ لاغر کو اسے صحن شب فرقت جو میرے سر پہ اک تازہ بلا لائی</p>
--

<p>آئے بن بن کے جو محفل میں سہو نولے ناز سے کہے ہیں یہ قتل کے کرینوا لے خا ہن وصل بیان کر گئے کرینوا لے حور جنت کی مبارک تہن واعظ ہم تو حسرت دید میری آئنے بیان کر دینا</p>	<p>مر گئے اور بھی یہ دیکھ کے مرینوا لے مرے کو چہ بین نہ آئیں کبھی مرینوا لے آج کچھ بھی نہ ڈرے آپ سے مرینوا لے خضر حوران ہشتی کے ہیں مرنے والے ہاے کس یاس سے یہ کہہ گئے مرینوا لے</p>
---	--



نزع میں بھی نہ ذرا آسے عیادت کیلئے یار کو عذر تراکت نہیں آئے دیتا دل کی خواہش ہو اونچیں جان بھی قریبی بند محرم نہ کسو زور سے سمجھو تو ذرا کو چہ یار میں خوف و خطر جالے ہیں مرفروشن کا ہوا ہر خبر ہے جھگڑا	حسرت دید لے جاتے ہیں مرنے والے اور کچھ دیر کے مہمان ہیں مرنیوالے ایسی باتوں سے کوئی اور میں ڈرنیوالے کہیں روکے سے ہی رکتے ہیں ابھرنیوالے عاشق مذلف نہیں مویٹ ڈرنیوالے یہ کھینچے ہوئے مقتل میں گزرنیوالے
--	--

آئینہ انکو دکھا کر میں یہ کتا ہوں مہمن  
دیکھئے سامنے بیٹھے ہیں مگر نیوالے

گڑھے زیر زمین کہہ کے یہ گڑنیوالے ہم تو پہلے ہی سے بیٹھے ہیں بنائے کیلئے غصہ کتا ہو کہ اک ہاتھ میں ہو کام تمام آج بوسے لب نازک کو لے لے لگتی آج کیا میری دعاؤں نے اثر دکھلایا کچھ میں دل میرے تلوے سے ملو تم اپنا یہ ملا لطف سنا نے میں کہ میں کتا ہوں نہ مڑنیوالے دل مضطرب کہیں ترسار مہمان	قریب روٹنا آ آ کے بگڑنیوالے اک ذرا آئیں تو خلوت میں بگڑنیوالے ناز کی کمتی ہے محکم جائیں بگڑنے والے اور بگڑا ہی کے خوب بگڑنے والے ابن کچھ خوش نظر آتے ہیں بگڑنے والے اتنی سی بات پہ بگڑے ہیں بگڑنیوالے پھر بگڑنا ہے او میرے بگڑنے والے پھر پہلوی میں بیٹھے ہیں بگڑنیوالے
--	--

وصل کی شب بھی نصیب نہ ہاگا مہمن  
آج بھی روٹھ گئے تھے بگڑنیوالے

تم کو خلوت میں اگر لائی ہے قصہ میری تجربہ لیر میں یہ ابتر ہوئی حالت میری تکو دیکھا تھیں چاہا کہ کسی کو پیر کیا نہ شکایت ہو کسی کی نہ گلہ ہے نیرا لوٹا ہے خوب مزے وصل تھانے لیر وصل کا ذکر کسی سے بھی نہیں من کرتا شہر من کو نہ بھانگا داندہ سے ٹھہرے	میری جان دل سے کل جاتی ہے میری تجربہ اجل کیجھ کے صورت میری دل مرا آنکھ مری اور طبیعت میری باعث غم ہے یہ محبت میری غیر کے گھر میں ہو مہمان شب وقت میری آپ شرماتے ہیں کیوں دیکھ کے صورت میری آنگا وقت میں بدل جاتی صورت میری
--	--

شعب بھی پوری دھڑی تھی کہ سحر آ پہنچی  
کس طرح عیش میر ہو جان ہے دشمن  
تیری فرقت میں ہو و ظرافت تصور تیرا  
ناصحا صبر کروں خاک بہلا فرقت میں  
جل کے صحر اگر آب آباد کروں گل میں بھی  
تیری تصویر خیالی کا مڑا لوٹوں گا با

اسے فلک بجھتے نہ دیکھی گئی عزت میری  
باعث رنج دہی عام ہے راحت میری  
تیری تصویر ہو زینت دہی خلوت میری  
زود ہے دل پہ نہ قابو میں طبیعت میری  
جوش پر عشق ہے زور و نہر ہو حشر میری  
شامل عیش بہ سگی شب فرقت میری

واو کیا دن تھے کہ حب وصل تھا اس گل سخن  
رنج سے آج بدل ہوئی راحت میری

خود بخود جھکتا ہے سو تنغ ادا کے سامنے  
رو بروئے غیر کیا کیا آشنا کے سامنے  
دیکھ لو آنکھوں نے تم جھکولایا کے سامنے  
اس طرح عاشق ہوں سب اس مہ ناز کا سامنے  
ناز ماندا زو ستم جو رو جفا کے سامنے  
وصل میں بھی وہ شکر جال ہے کر گیا  
تسل کے پہلے زبان کا فی شکر تو نے کرون  
مجھ خیف و ناتوان پر ظلم اتنا اسے فلک  
سمجھ سے نکالے گی اگر پہنچے گی باب عشق تک  
ہوش میں آؤ ذرا اسے نا صحو بکتے ہو کیا  
عشق میں اس کا کل خوار کے ایدل ہیں  
جب کہا مر جاؤ نکلا فرقت میں شوخی دیکھتے  
جب کمان چشم سے نکلا کوئی تیر ستم  
کیا مرا عشرت میں آیا ہکو وقت باز پرس  
اپنی بیکٹائی کا دعویٰ آپ باطل کر دیا  
یاد تو کیجی بھی نہیں کل محض اختیار میں  
شوق سے کھڈائے جو آپ کے دل میں ہوتا

بس نہیں چلتا ہے کچھ اپنا قصا کے سامنے  
میروت تو ہے کمد و نکلا خدا کے سامنے  
دل سپر ہو جائیگا تیغ ادا کے سامنے  
جس طرح تار سے ہیں غسٹا اضا کے سامنے  
جانن کر تا ہوں میں کس کس بلکے سامنے  
قصہ فرقت سنا شب بھر بٹھا کے سامنے  
میں اشار و نمین کو نکلا سب خدا کے سامنے  
یہ تبتلا دے کہے گا کیا خدا کے سامنے  
دست بستہ ہے اثر حاضر و عا کے سامنے  
مذکرہ اپنی وفا کا جو فنا کے سامنے  
دیکھیے کرنا پڑیں کس کس بلا کے سامنے  
رکھ دیا ظالم نے اک خنجر اٹھا کے سامنے  
حضرت دل ہو گئے خود تلملا کے سامنے  
وہ ہمارے سامنے تھے ہم خدا کے سامنے  
آئینہ کیوں رکھ لیا تھے اٹھا کے سامنے  
کہہ گئے ہم کیا بت نا آشنا کے سامنے  
ہو گئے خاموش کیوں جھکولایا کے سامنے

کیون چلے آتے ہیں سب تیغ قتل کرنے  
وکیو لوگ حشر میں انکو خدا کے سامنے

میرے شک و شبہ نے انھیں انکار ہوگا عشرین  
دل لگی ہوگی عجب مومن خدا کے سامنے

قطعه تاریخ از نتیجه فکر جناب حاج محمد عبدالرؤف صاحب عشره المکمل استاد مصنف

جس سے روشن ہے طبیعت کا کمال  
ہر ادا جسکی انوکھی ہے مثال  
شاہد مضمون پر یہ دو شجہ سال  
مصرعہ تو بارغ معنی کا نسال  
لکھ - بہار گلشن نازک خیال

تاریخ مصنف

کرو یا ہے آج نذرِ اہل فن  
باغِ خوش تارِ رخ ہے اسکی متن

خط تاریخ از تہذیب اکابر جناب میرزا حسن خان سپاہی صاحب کتب و خطرات  
۶۹ -

قابل دید پر مستین جهان  
ریشک بدر منیر این دیوان  
تظلم شد حال عاشق جانا ن

نظمی از تلمیح و کما شاعر شیرین گفتار خنجر اسرار علی جان و علی رضا و علی محمد و علی مصطفی

دیوان تازہ کی مین ہی غت دسی جن

# کتاب تجارت

ہمارے کتب خانہ میں ہر قسم کی کتابیں اردو فارسی عربی کفایت اور رعایت سے ملتی ہیں بازاری قیمت اور فرستی دام نہیں لئے جاتے ہیں اور کیا اب کتابیں تلاش کیے روانہ کیجاتی ہیں تاجر و نکلے ساتھ ہر قسم کی رعایت کیجاتی ہے فرمائش کے خلاف کوئی کتاب روانہ نہیں ہوتی ایک مرتبہ فرمائش بھیج کر مقابلہ دو ستر تاجر و نکلے ہماری مال کا انداز کیجئے تو شاید اگر پھر ہماری دکان سے مال منگوانے پر مجبور ہونا پڑے مال کی عمدگی دام کی کفایت معاملہ کی صفائی کیا کتب کی بھرتی قلمی اور شاہی کتابوں کی موجودگی ہمارے خریدار کو رجوع ہونے کی سفارش کرتی ہیں۔

نیمین  
خواجہ محمد عبدالرؤف عفت تاجر کتب جوک لکھنؤ

## نظم کرم

ہمارے کتب خانہ میں جملہ قسم کی کتابیں عربی فارسی اردو ناگری جدید ناول قصص غیرہ فروخت ہوتے ہیں جن حضرات کو ضرورت ہو سہ فرما فرمائیں۔

نظر لطف گر اید ہر کیجئے : کچھ مدد و آرزو سر حقیر کو دیجئے  
ہے خریدار سے یہ عرض مبین : جو جو مرغوب طبع ہو سہ لیجئے

نیمین  
سید مرتضیٰ حسین عرف پیارے صاحب قلم لکھنؤ خواجہ محمد عبدالرؤف عفت تاجر کتب جوک لکھنؤ

نور علی صاحب خاں محمد عبدالرؤف عفت تاجر کتب جوک لکھنؤ سے مل سکتی ہے۔



---

DATE DUE

This book is due on the date  
last stamped. A fine of 1 anna  
will be charged for each day the  
book is kept over time.

---

5.9.9

[illegible]